مدارس کے خلاف جاہلانہ شوروشغب

مولانا محمد ازہر

دینی مدارس کی کردارکشی اوران کے خلاف الزام تراشی کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے جو عالمی مہم کا حصہ ہے۔ اہل مدارس کی طرف سے ان الزامات اور مغالطہ آمیزیوں کے مدلل جوابات دیے جاچکے ہیں مگر ذمہ دار مناصب پر فائز حضرات کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو اور بیانات کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

چندروز قبل وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید نے مدارس پر جو تبصرہ کیا ہے وہ ان کے مدارسِ دینیہ کے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم اور مقاصد سے مکمل طور پر لاعلم، بے خبر اور ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ مدارس کو''جہالت کی یونیورسٹیاں'' قرار دیتے وقت انہیں کم از کم یہ تو معلوم کرنا چاہیے تھا کہ ان مدارس میں کیا چیز پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی کلمہ گو اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ قرآن وسنت اور علوم دینیہ پر مشتمل نصاب تعلیم کو جہالت قرار دے اور اپنے ایمان واسلام کو داؤ پر لگادے۔

وفاقی وزیر کی خدمت میں گزارش ہے کہ مدارس پر نظر التفات سے پہلے حکومت کے زیر سایہ اداروں کی حالت زار پر بھی توجہ فرمائیں جہاں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریتِ معاصر حقائق اور جدید علوم سے بے بہرہ ہوتی ہے، انہیں انگریزی زبان پر عبور ہوتا ہے نہ اردو سے واقفیت، لسانیات سے کوئی شغف ہوتا ہے نہ دینیات سے کوئی تعلق، مذہب، تاریخ، فلسفہ، تمدن اور تہذیب کے حوالے سے ان کی معلومات انتہائی سطحی ہوتی ہیں۔ اردو اور انگریزی میں ماسٹر ڈگری ہولڈر، اردو اور انگریزی میں کسی موضوع پر دو صفحے کا مضمون لکھنے کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں، یہ اس نسل کا حال ہے جو اعلیٰ ترین سرکاری اداروں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، انہیں کمپیوٹر، ای میل، انٹرنیٹ، فیس بک اور ٹیلی ویژن کی سہولتیں میسر ہیں لیکن سائنس، میڈیکل، انجینئرنگ، کامرس اور آرٹس کے سالانہ امتحانات کے نتائج

بمشکل تیس سے بتیس فیصد تک پہنچتے ہیں جبکہ ان سرکاری اداروں کو چلانے کے لیے قوم سے اربوں روپے بطور ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں۔

قوم کے اربوں روپے اور جملہ وسائل عصری علوم کے اداروں پر خرچ کیے جا رہے ہیں لیکن آج بھی اچھا ڈاکٹر اور اچھا انجینئر اسے سمجھا جاتا ہے جو بیرون ملک سے تعلیم حاصل کر کے آیا ہو۔ دوسری طرف پوری دنیا کے اہل علم وفضل اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ علوم دینیہ میں جو تعمق وتبحر اور ماہرانہ دسترس برصغیر کے علماء کا طرۂ امتیاز ہے، وہ دنیا کے دوسرے خطوں میں نہیں۔ پوری دنیا میں پاکستان کے حفاظ وقراء اور علماء کی تدریسی صلاحیتوں کا اعتراف کیا جاتا ہے، اس اعتراف کا ایک مظہر حرمین شریفین میں تحفیظ قرآن کریم پر مامور وہ سینکڑوں اساتذہ ہیں جنہوں نے پاکستانی مدارس میں تعلیم حاصل کر کے، حرمین شریفین میں تدریسی خدمات انجام دے کر قوم اور پاکستان کا وقار بلند کیا ہے، مسجد نبوی شریف میں قرآن کریم کے پانچ سو حلقے ہیں، جن میں تین سو سے زائد حلقوں میں وہ پاکستانی اساتذہ مدرس ہیں جو بقول وزیر مذکور ''جہالت کی یونیورسٹیوں'' کی پیداوار ہیں۔

دینی مدارس کی خدمات سے آنکھیں بند کرنے والے وزیر کو یہ تک معلوم نہیں کہ گزشتہ سال 7 جولائی 2014ء کو ''رابطہ عالم اسلامی'' کے زیر اہتمام منعقدہ عالمی تقریب میں سال 1435ھ میں پوری دنیا میں سب سے زیادہ حفاظ تیار کرنے پر ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کو دنیا کے سب سے بڑے اعزاز ''خدمت قرآن انٹرنیشنل ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔ یعنی اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے تریسٹھ ہزار پانچ سو چھپن حفاظ وحافظات تیار کیے۔ جبکہ 1960ء سے 2014ء تک صرف وفاق المدارس العربیہ کے نظم کے تحت قرآن کریم حفظ کرنے والے خوش نصیب طلبہ وطالبات کی تعداد نو لاکھ پچیس ہزار ایک سو بانوے ہے۔ عالمی سطح پر پاکستان کو یہ ایوارڈ واعزاز دلانے والے یہی مدارس ہیں جنہیں وفاقی وزیر نے اسلام دشمنی میں ''جہالت کی یونیورسٹیاں'' قرار دیا ہے۔ چند روز قبل امام کعبہ فضیلۃ الشیخ خالد غامدی پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے احساس تفاخر کے ساتھ برملا یہ فرمایا کہ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم پاکستانی اساتذہ سے حاصل کی ہے، اگر ہمارے حکمرانوں میں حق شناسی اور انصاف کا شائبہ ہوتا تو وہ مدارس دینیہ کے اس کردار پر انہیں علانیہ خراج تحسین پیش کرتے مگر ہماری معلومات کے مطابق کسی ایک سرکاری شخصیت کو بھی اعترافِ حق کی توفیق نہیں ہوئی۔

پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں مجرمانہ سرگرمیوں اور غنڈہ گردی کا سلسلہ جاری رہتا ہے، ان کے ہاسٹلز غنڈہ گردی کے محفوظ رہائشی اداروں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، کئی مرتبہ متعدد یونیورسٹیوں کے ہاسٹلز سے بھاری مقدار میں منشیات اور بڑی تعداد میں اسلحہ بھی برآمد کیا گیا۔ دوسری طرف دینی مدارس ہیں جنہیں ہر حکومت نے نوک سنان پر رکھا بالخصوص گزشتہ سال سانحہ پشاور کے بعد بے شمار دینی مدارس پر

اچانک چھاپے مارے گئے، دارالاقاموں کی تلاشیاں لی گئیں تاکہ کسی قسم کا کوئی اسلحہ ہاتھ لگے تو اسے مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈے کے لیے استعمال کیا جائے، مگر حق تعالیٰ شانہ کا احسان ہے کہ پرامن اور محب وطن ہزاروں دینی مدارس میں کسی ایک مدرسے سے بھی کوئی غیر قانونی رائفل تک برآمد نہیں ہوئی۔

وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش ہے کہ ''جہالت کی یونیورسٹیاں'' کیا پیدا کر رہی ہیں، اس سے پوری قوم اور پوری دنیا باخبر ہے۔ ان یونیورسٹیوں کو آپ کے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں۔ البتہ آپ اپنے سرکاری اداروں کی فکر کریں، جو ہر سال ناکارہ بے روزگاروں کی ایک پوری نسل بازاروں میں بھیج رہے ہیں۔ جو نظام تعلیم حکومتی سرپرستی میں چل رہا ہے اور جس کے فارغ التحصیل نوجوان کو ملازمت یا روزگار مہیا کرنا حکومت کی اخلاقی وقانونی ذمہ داری ہے، وہ لاکھوں کی تعداد میں جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں۔ احتجاج اور مظاہرے کر رہے ہیں ''جہالت کی یونیورسٹیوں'' کو چھوڑیئے آپ ''علم کی یونیورسٹیوں'' کے فضلاء کے مبلغ علم، کردار وعمل، اخلاق و روزگار اور محفوظ مستقبل کی فکر کیجیے جو آپ کا فرض منصبی ہے۔

آخر میں گزارش ہے کہ علمائے کرام نے عصری تقاضوں کے مطابق جدید تعلیم کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ عصری تعلیمی اداروں کو ان کی بیسیوں خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود ''جہالت کی یونیورسٹیاں'' نہیں کہا۔ البتہ علمائے کرام تقسیم کار کے فطری اصول کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ تخصص یا اسپیشلائزیشن کے موجودہ دور میں جس طرح کسی ڈاکٹر کے لیے انجینئر یا وکیل نہ ہونا عیب نہیں، اسی طرح کسی عالم کے لیے سائنس دان یا چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نہ ہونا بھی معیوب نہیں۔ تقسیم کار کے اصول کے تحت ہر شعبہ کے لوگ اپنے اپنے شعبہ میں کام کریں لیکن چونکہ ہم سب مسلمان ہیں، اس لیے عصری علوم کے حاملین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ دین کی بنیادی وضروری تعلیمات سے باخبر ہوں تاکہ وہ سیکولر نظام تعلیم کی وجہ سے دین کی بنیادی قدروں سے محروم نہ رہ جائیں۔ یہی اقدار انسان کو انسان بناتی ہیں، اس لیے وزیر موصوف کو چاہیے کہ وہ حکومت کی سرپرستی میں چلنے والے تعلیمی اداروں میں ترجمہ وتفسیر قرآن کریم اور احادیث شریفہ کو شامل نصاب کرائیں تاکہ ان اداروں سے پیدا ہونے والے ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، بیوروکریٹ اور فوجی افسر اچھے مسلمان بھی ہوں اور اچھے شہری بھی۔

☆......☆......☆